ہندوستان بھر میں اہل سنت و جماعت کا واحد اخبار ہر ماہ میں ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخوں کو امرتسر سے شائع ہوتا ہے!

من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین

اخبار الفقیہ

امرتسر پنجاب

قواعد و ضوابط

(۱) قیمت ہر حال پیشگی آنی چاہیے یا وی۔ پی کی اجازت۔

(۲) بے رنگ ڈاک واپس کی جائے گی۔

(۳) نمونہ کا پرچہ ہو کے ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا۔

(۴) کوئی مضمون جس میں تہذیب سے کام نہ لیا ہو جزو اخبار نہ ہوگا۔

(۵) جن مراسلات پر فرستندہ کا نام اور پورا پتہ نہ ہوگا درج نہ ہونگے۔

(۶) مضامین نہایت خوشخط ہوں گے۔

(۷) خط و کتابت کے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور ہونا چاہیے۔

(ایڈیٹر)

عام اغراض اخبار

(۱) اہل اسلام کو عموماً اور حنفیوں کی خصوصاً حمایت کرنا۔

(۲) گورنمنٹ اور رعایا کے حقوق کی نگہداشت کرنا۔

(۳) اصلاح رسوم قبیحہ۔

شرح قیمت اخبار

رؤسائے عظام سے سالانہ چندہ سے

عام خریداران سے سالانہ للعہ ششماہی عار

ممالک غیر سے ۱۰ شلنگ

(ایڈیٹر)

جملہ خط و کتابت بنام حکیم معراج الدین احمد نقشبندی ایڈیٹر اخبار الفقیہ و راعین میگزین امرتسر ہونی چاہیے

جلد (۷) — مطبوعہ ۱۳ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۳ ہجری مطابق ۱۴ اکتوبر سنہ ۱۹۲۴ء یوم سہ شنبہ — نمبر (۲۸)

ناظرین الفقیہ!

الفقیہ ۱۴ ستمبر سنہ ۲۴ء کے صفحہ ہ پر ہم نے الفقیہ کی سہ ماہی رپورٹ درج کی تھی۔ جو امید ہے کہ تمام ناظرین و معاونین اخبار نے ملاحظہ کی ہوگی جن حضرات نے بنظر ملاحظہ نہیں کی وہ مہربانی کرکے اسکو مکرر ملاحظہ کریں۔ ہم اپنے وعدہ پر قائم ہیں اور انشاء اللہ قائم رہیں گے (مینیجر)

برادران طریقت کو مژدہ

اعلیحضرت زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین مولانا مولوی حافظ حاجی سید پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علیپوری مدظلہ العالی دورے سے بخیریت وارد علیپور شریف ہو گئے ہیں۔

جن حضرات کی خدمت میں منی آرڈر کا فارم پہونچے وہ سالانہ چندہ بھیجکر شکریہ کا موقعہ دیں۔ (مینیجر)

ضروری اطلاع

جن حضرات کی خدمت میں بطور نمونہ رسالہ حنفی امرتسر کے متواتر تین ماہ سے حاضر ہونے اور باوجود کئی بار لکھنے کے کہ اگر خریداری منظور نہیں تو اطلاع دیں اور اگر منظور ہے تو فارم منی آرڈر پر کرکے دو روپیہ چندہ سالانہ ارسال کر دیں مگر انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ لہذا اب ستمبر اور اکتوبر کے رسالے اُن کی خدمت میں ۲۰ اکتوبر کو بذریعہ وی۔ پی عار روانہ کئے جائیں گے۔ ان اصحاب کا اخلاقی فرض ہوگا۔ کہ وہ وی۔ پی مرسلہ کو وصول فرما کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں۔ جن اصحاب کو وی پی وصول کرنا منظور نہ ہووے وہ اس وقت بذریعہ کارڈ اطلاع دیکر ہم کو ۳ر کے مزید نقصان سے بچا دیں۔ مکرر تاکید ہے کہ اپنے دو پیسہ کے لئے ہمارا سوا محصولڈاک کا نقصان نہ کراویں۔ اس سے پہلے ان کی خدمت میں ہم ۸ر لاگت کے رسالے بھیجکر نقصان اٹھا چکے ہیں۔ (مینیجر)

انجمن حمایت اسلام لاہور کا سالانہ جلسہ

انجمن کا سالانہ جلسہ ۲۶۔ ۲۷ و ۲۸ اکتوبر سنہ ۲۴ء کو اسلامیہ ہائی سکول بھاٹی دروازہ میں منعقد ہوگا۔ بزرگان قوم اور ہمدردان انجمن کی خدمت میں خاص طور پر درخواست کی گئی ہے کہ وہ جلسہ میں تشریف لا کر اپنے تجربات اور پاکیزہ خیالات سے شائقین کو مستفیض فرمائیں۔ جلسہ کی تیاریاں ایک وسیع پیمانہ پر کیجا رہی ہیں اراکین انجمن اس کی کامیابی کے لئے ہمہ تن مصروف ہیں۔ خدا عزوجل کے فضل سے پوری توقع ہے کہ وہ اس جلسہ کو بے نظیر کامیابی عطا فرمائیگا۔

انجمن نعمانیہ ہند لاہور کا ۳۸ سالانہ جلسہ بتاریخ ۸، ۹، ۱۰ نومبر کو بمقام لاہور انجمن کی اپنی مسجد واقع ٹکسالی دروازہ متقابل

حضرت مجدد بریلوی

(رحمۃ اللہ علیہ)

کا

عرس مبارک

بتاریخ ۲۳ - ۲۴ - ۲۵ - صفر المظفر ۱۳۴۳ھ بریلی میں حضرت تاج العلماء والفحول - عاشق رسول مقبول - جامع معقول و منقول - حادی فروع و اصول - حامی رشد و ہدایت قاطع کفر و ضلالت - عامل قرآن و سنت - ماحی نجدیت و وہابیت حضرت مولانا مولوی قاری شاہ احمد رضا خانصاحب صاحب مجدد بریلوی قدس اللہ سرہ کا عرس مبارک تھا۔

یہ تینوں تاریخیں بریلی میں قابل دید تھیں۔ ۲۳ - تاریخ کو صندل شریف کا جلوس تھا جس میں بے شمار خلق خدا شامل تھی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس و اطہر میں نعتیہ کلام اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب مختلف جماعتیں بڑے ذوق و شوق سے پڑھ رہی تھیں۔ ۲۴ - تاریخ کو مسجد بی بی صاحبہ سے گاگر شریف اٹھائی گئی۔ اس روز جلوس کی شان پہلے دن سے بھی دوبالا تھی۔ دفاتر سرکاری میں خاص اسی عرس شریف کی تقریب کے لئے تعطیل تھی۔ جلوس میں جسقدر لوگ شامل تھے۔ اس کا اندازہ تو مشکل ہے۔ ہاں یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ اس سے پہلے اتنی تعداد کسی جلوس میں کبھی بھی نہیں دیکھی گئی - اس روز بھی جلوس میں مختلف اور کثیر التعداد جماعتیں نعت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور مناقب حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ پڑھتی تھیں۔ ۲۵ - تاریخ کو ختم شریف پڑھا گیا۔ اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک کو اس کا ثواب بخشا گیا۔

ان تینوں تاریخوں میں حضرت مولانا مولوی نعیم الدین صاحب مرادآبادی حضرت مولانا مولوی امجد علیصاحب رضوی۔ حضرت مولانا مولوی قاضی محمد احسان الحق صاحب اور مولانا مولوی غلام رسول صاحب بہاولپوری۔ مولانا مولوی سید غلام قطب الدین صاحب برہمچاری و مولانا مولوی حشمت علی صاحب لکھنوی کے مؤثر وعظ ہوتے رہے۔ جس سے حاضرین عرس شریف کو روحانی غذا ملتی رہی۔

حضرت مولانا مولوی حامد رضا خان صاحب سجادہ نشین درگاہ شریف و خلف اکبر جناب مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے حاضرین کو پُر تکلف دعوتیں دیگئیں۔ ۲۶ - تاریخ کو حضرت مولانا مولوی مصطفیٰ رضا خان صاحب خلف اصغر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے علماء کرام و دیگر مہمانوں کو خاص طور پر نہایت ہی پُر تکلف دعوت دیگئی۔

عرس شریف قابل دید تھا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت خاص کا نزول تھا۔ خدا کے پیارے دن کا ذکر ہی باعث رحمتِ الٰہی ہے۔ مبارک ہیں وہ جو فیض رحمتِ باری سے حصہ لیکر سعادتِ دارین حاصل کرتے ہیں۔

ایک غیر مقلد کا پُر فریب وعظ

اور اُس کا مختصر جواب

(گذشتہ سے پیوستہ)

(نمبر ۶)

اور میرٹھی مقدس نامہ نگار کیسی صفائی سے لکھتا ہے کہ "ہمارے اور آپکے دین برحق کی حمایت میں الخ" غیر مقلدین کے (دین برحق) ہونے پر مجھو ایک نہایت پُرلطف اور دلچسپ حکایت یاد آگئی۔ جسکو حضرت مولانا فضل احمد صاحب لدھیانوی عم فیضہ نے اپنی رسالہ ازالۃ الریب عن مبحث علم الغیب کے صفحہ ۱۳ و ۱۴ - میں جو اپنی ایڈیٹر اہل حدیث کے چند بیہودہ اعتراضوں کا دندان شکن جواب ہے یوں فرماتے ہیں۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ ہر کوئی اپنے کو اہل حق کہتا ہے اور اپنے منہ میاں مٹھو بنتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کل حزب بما لدیھم فرحون یعنی ہر گروہ کے پاس جو ہے اوس سے خوش ہے۔ اسپر ایک حکایت یاد آئی۔ کہ کسی مسلمان نے ایک بھنگی و بھنگی (چوہڑہ) سے کہا کہ تمہاری نجات کیسے ہوگی کہ

ہندو تو ہے پوتھیاں مسلمان قرآن
چوہڑے بیچارے نہ گرجا نہ زمین آسمان

یعنی ہندو اپنی کتابیں اور مسلمان لوگ قرآن شریف پڑھتے ہیں مگر بھنگی لوگوں کے پاس کچھ نہیں۔ وہ بیہودہ گو گرکے زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں۔ اس بھنگی نے جواب دیا کہ بہشت میں جانیوالے خاص ہم ہی لوگ ہیں۔ مسلمان نے پوچھا دلیل (موجبہ کلیہ) کیا ہے۔ اس نے کہا کہ جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ عدل پر بیٹھیگا۔ اور لوگ ہندو اور مسلمان سب بہشت میں داخل ہونے کو جائیں گے اور جب بہشت کے دروازہ پر پہونچیں گے تو دروازہ کے ایک طرف گائے ٹنگی ہوئی ہوگی۔ اس کو ہندو دیکھتے ہی پیچھے ہٹ جائیں گے اور دوسری طرف سؤر لٹکا ہوا ہوگا مسلمان لوگ اس کو دیکھکر جھجک جائیں گے اور ہمارے لوگ کالی بھی فوراً اندر داخل ہوجائیں گے۔ اور سب لوگ ہندو اور مسلمان دیکھتے کے دیکھتے رہ جائیں گے واہجی

دوستو! اس بھنگی کی منطقی دلیل کو سنا آپ حضرات نے۔ بھلا بھنگیوں کے نزدیک دخول جنت کی اس سے بڑھکر اور کونسی روشن دلیل ہوسکتی ہے۔ بھنگیوں کے سردار کی اس سحر بیانی اور نجات آفریدی اور دخول جنت اور بانغ اور پُرلطف اور دل خوش کن تقریر اور لاجواب مدلل منطقی مضامین کو سنکر اور اپنی یقینی فتح اور اعداء کی شکست کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھکر بھلا وہ کون ایسا بدنصیب اور بدقسمت بھنگی رہا ہوگا۔ جو اپنے سردار کو اس خوشی میں کندھے پر اٹھا لینے کی پاک کوشش نہ کرتا رہا ہوگا۔ جن کا ہو بہو نقشہ آج یہ میرٹھی مقدس نامہ نگار ذکی قلم سے داعی قوت کا خاتمہ کرکے صفحہ قرطاس پر کھینچ رہا ہے۔ ہداہ اللہ تعالےٰ۔

غیر مقلدو! بھلا کچھ تو خدا کا خوف کرو۔ اور صریح افترا اور بہتان سے باز آؤ۔ مگر تم لوگ ایسا کروگے کیوں! تمہیں تو ہر طرح سے اپنا پیٹ بھرنا اور بندگان خدا کو سیدھے راستے سے بہکانا اور بھٹکانا اور غیروں کا غیروں کا مال اڑانا منظور ہے۔

میرے عزیزو! دوستو! بزرگو! میں یہ سچ کہتا ہوں کہ ان پڑھ اور کم علم واہل کمان غیر مقلدین وہابی نجدیوں کے مخرب دین و ایمان رسالوں اور کتابوں اور اخباروں خصوصاً اخبار اہلحدیث جیسے اخبار کو سننا دیکھنا قطعاً حرام ہے اس لئے کہ ان کے اندر بجز عقاید کفریہ باطلہ اور گندے مسائل اور حضرات مقلدین کو گالیاں اور لُدو بادہ بازی۔ فریب بازی۔ دھوکہ بازی۔ بازی۔ بازی بکواس کی

ائے خلق اللہ۔ افساد فی الدین۔ ترکیب تفریق بین المسلمین
یہ وغیرہ کلمات خبیثہ مردودہ کے لکھا ہی کیا ہوا ہے
اہل حدیث میں تو پناہ بنجا ہمیشہ جہال غیر مقلدین کے
ش کرنے اور لوگوں کے روپیہ پیسہ ٹھگنے اور مال
نے کی ایک نئی ادا انوکھی ترکیب لکھی رہتی ہے۔
انچہ حال ہی میں یعنی اخبار اہل حدیث مورخہ ۲۲ جولائی
۱۹۳۸ء میں ایک ذکریا نامی مقدس اور اعدا الصادقین
رتسری نامہ نگار۔ اپنے مضمون معنونہ (اخوان اسلام
خوان یوسف ہیں) کے تحت میں یوں گلفشان ہے
ں بتاریخ ۲ جون ۵ بجے شام کو کسی کام کے لئے بادامی
غ لاہور کے اسٹیشن پر گیا۔ اور واپسی کے وقت مستی
دروازہ کے قریب مغرب کا وقت ہو گیا اتفاق سے
لم شاہی مسجد میں جماعت کھڑی تھی۔ میں اس خیال سے
نماز کا وقت جا رہا ہے۔ نماز ادا کر لوں۔ اندر جا کر وضو
کے جماعت سے ملگیا۔ جماعت کے ساتھ دو رکعتیں ادا
یں۔ اور تیسری رکعت کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ سورہ فاتحہ
ھ رہا تھا کہ ساتھ ہی ایک شخص موٹا تازہ رومی ٹوپی
ر پر پہنے تھا۔ اس نے اٹھکر نماز پڑھتے ہوئے دھکیلا
یا اور کہنے لگا کہ تو نجدی وہابی وغیرہ نے میری
ماز خراب کر دی۔ اور نمازیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا
ان لوگوں نے پیغمبر صاحب کی ہتک کی ہے وغیرہ وغیرہ
کہنے کے بعد مجھکو مکوں سے مارنا شروع کیا۔ میں
پہلے ہی کچھ علیل تھا نہ روک سکا۔ ایک دو آدمی سینیے
نمازیوں نے اس سے چھڑا کر کہا کہ میاں مسجد سے باہر
چلے جاؤ۔ مسجد میں نوٹس لگا ہوا ہے۔ کہ کوئی وہابی
اس مسجد میں نہیں آسکتا۔ بعد میں مجھکو معلوم ہوا کہ
مسجد بدعتیوں کی ہے۔ اور مارنے والا شخص امام مسجد
تھا۔ اور جو کوئی غیر فرقہ کا نماز پڑھنے جاوے ایسا ہی
سلوک کرتے ہیں۔ پہلے بھی ایک دفعہ امرتسر سے
ب بندہ خدا کا آیا تھا۔ اس کو سخت چوٹیں دی تھیں
مجھکو اتنی نہیں دی۔ چار پانچ مکے مارے۔ ایک
سخت مکا گردن کی بائیں طرف اور ایک مکا ٹھوڑی
کے پاس جس سے سخت ورم ہو گیا۔ اور شام کو سرائے
میں دودھ کے ادیکچہ نہ کھا سکا۔ اور سر کو غبار چڑھا ہوا
اب بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے آمین
خاکسار محمد ذکریا امرتسری)
دوستو اس غیر مقلد وہابی نجدی کی رام کہانی سنی

آپنے۔ غیر مقلدین وہابی نجدی اپنے اخباروں اور سالوں
میں خواہ مخواہ ہمیشہ ایسی ہی بے سر پیر بے بنیاد واہی
تباہی لغو اور لاطائل بیہودہ باتیں اس لئے لکھا کرتے ہیں
کہ غیر مقلدین کا جوش انتقام بڑھتا رہے۔ اور اسی
میں کہیں میں میں تو تو ہو کر مقدمات دائر ہو جائیں۔
میاں جی نذیر حسین لیتا۔ نواب بھوپال دیتا۔ قاضی
شوکانی مدد ہے۔ شیخ نجدی والے۔ سید بنارس والے
مقلدوں نے مارا۔ بدعتیوں نے للکارا۔ مقلدوں نے
پیٹا۔ بدعتیوں نے گھسیٹا۔ کا نعرہ دنیائے وہابیت و
نجدیت میں بلند ہو کر پھر کیا ہے ہزاروں روپیہ چندہ
کا ادہر سے ادہر سے وہاں سے یہاں سے چلا آرہا
ہے۔ گرہست صاحب کے سٹے بند تہبند اٹھائے حقہ
کی بیڑی میں اسٹیشن چلے جا رہے ہیں۔ دیگ باگ
جان شادی کو تیار ہیں۔ پلاؤ زردہ اڑ رہا ہے۔ پانچوں
انگلی گھی میں۔

میرے بزرگو! خیال کرنے کی بات ہے یہ کوئی ہنسی
مذاق نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب بقول اس غیر مقلد
وہابی نامہ نگار کے نوٹس لگا ہوا تھا۔ اور اس کے
اندر صریح ممانعت درج تھی کہ کوئی وہابی اس مسجد میں
نہیں آسکتا ہے۔ اور سابقاً اسی مسجد میں ایک واقعہ
ایسا ہی بقول اسی نامہ نگار کے ہو بھی چکا تھا۔ تو پھر
دیدہ دانستہ یہ غیر مقلد وہابی نجدی نامہ نگار اپنے
کو مروانے اور لوگوں کے پیچھے بلبلانے اور بڑبڑانے
اس مسجد میں گیا کیوں۔ اس خدا ترس حنفی نے تو صرف
مکا ہی پر اکتفا کیا ورنہ حق تو اس کو بہت کچھ حاصل
تھا۔ مگر اتنا تو اس کو ضرور کرنا چاہئے تھا۔ کہ اگر
[illegible] کر دیتا۔ تاکہ گرم
[illegible] رہتا۔ مجھے تو
یقین کامل ہے۔ کہ غیر مقلدین وہابی نجدیوں کا
اس بات پر پورا ایمان ہے کہ بغیر حضرات مقلدین کے
ساتھ ربط ضبط اور ان کی امامت و امارت کے غیر مقلدین
کی نجات ابدی اور فلاح دائمی غیر ممکن اور محال ہے
گو بظاہر حضرات مقلدین کو اپنے اخباروں کتابوں اور
رسالوں اور جلسوں میں کافر مشرک ظالم فاسق فاجر
وغیرہ وغیرہ نا ملائم کلمات لکھا اور کہا کرتے ہیں! اور
حضرات مقلدین کو غیر مقلدین وہابی نجدی کا یقیناً کامل
الایمان سمجھتے ہیں۔ ورنہ آخر وہ کونسی ایسی خوبی کی بات

[illegible]
ہے۔ ہرگز نہیں۔ ارے یہ تو ایک بات ہے جو غیر مقلدین
وہابی نجدیوں کے پیشواؤں کے منہ سے نکل گئی ہے
کہ ہم موحد ہیں سوا قرآن و حدیث کے کچھ نہیں مانتے)
اجماع اور قیاس حرام ہے۔ اور فقہ کی کتابیں قابل
عمل نہیں ہیں مگر دور جانے کی ضرورت نہیں۔ اسی
اخبار اہل حدیث میں جو فتاوے درج رہتے ہیں انہیں
کو اٹھا کر دیکھئے۔ ہزاروں جگہ آپکو لکھا ملیگا کہ مولانا شاہ
ولی اللہ صاحب یہ فرماتے ہیں مولانا شاہ عبدالعزیز وہ
فرماتے ہیں۔ مولانا عبدالحی صاحب یہ کہتے ہیں۔ اور نواب
صاحب وہ کہتے ہیں۔ ابن تیمیہ یہ کہتے ہیں۔ ابن حزم
وہ کہتے ہیں۔ کیا حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب
مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب وغیرہ غیر مقلدین وہابی
نجدیوں کے خدا اور رسول ہیں کہ ان کا حوالہ دیا کرتے
ہیں۔ افسوس اگر غیر مقلدین صاحب شرم دیا ہوتے
تو مر جاتے لیکن انہیں تو نجی (بھی نہیں آتا)
(باقی آئندہ)

عطائی اہلحدیث

ناظرین الفقیہ! ہمارے یہاں عطائی حکیم اس حکیم کو
کہتے ہیں جو علم حکمت سے واقف نہ ہو مگر علاجات کرتا
ہو یعنی نیم حکیم خطرہ جان۔ ٹھیک اسی طرح سے
بہت سے اہلحدیث ہیں کہ ان کا املا درست ہے نہ انشا
مگر حدیث کی ساری کتابوں کے نام زبانی یاد۔ جاہلوں
کی مجلس میں عالم کہلا کے بڑے خوش۔ ان کے گھر اخبار
اہل حدیث کیا آتا ہے۔ گویا وحی آتی ہے۔ سچ ہے ؎

دارد ہزار در کہ صدف دم نمے زند
مرغیکہ بیضہ دار دو فسانہ یاد میکند

حال ہی کا ذکر ہے کہ میں نے قصبہ کورٹلہ میں نماز عید اضحیٰ
پڑھائی جس میں دوسری رکعت کی تکبیرات عید سہوا
چھوٹ گئیں یعنی میں ۔۔۔ رکوع میں چلا گیا پیچھے سے اللہ اکبر
کی صدائیں بلند ہوئیں خیال آیا کہ تکبیرات چھوٹ گئی ہیں
خیر میں نے رکوع میں ہی تکبیرات ادا کر لیئے۔ مقتدیوں نے

وہابی باپ اور بیٹے تھے مگر اپنے کو وہابی ظاہر نہ کرتے تھے (

آدمی پہچانا جاتا ہے ... ...

خط کا مضمون بجائے لیتی میں ... ... سے

باپ نے کہا نماز تو ہو گئی۔ مگر سجدہ سہو کرنا تھا۔ بیٹے فرمانے کو نماز ہی فاسد ہو گئی۔ کیوں نہ ہو بقول کسی کے "باپ بڑا کہ بیٹا تو کہا کہ بیٹا"۔ میں نے کہا نماز عید وجمعہ میں سجدہ سہو نہیں۔ خیر معنی ما معنی۔ میں نے بروز جمعہ ۱۰ عید اضحیٰ ۱۳۴۳ھ کو فتاویٰ درمختار کی یہ عبارت سنائی

والسهو في الصلوٰة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتاخرين عدمه في الاولين الخ اور اس کے معنی بھی کئے۔ اس پر خوش ہو کر وہابی دوستوں نے بغرض دھوکا دہی عام کہا کہ یہ عبارت تو ہمارے موافق ہے۔ دیکھو سب نمازوں میں سجدہ سہو برابر ہے۔ پھر میں نے لفظی ترجمہ کیا۔ اب چہرہ پر ناک رکھنی سوجھی تو کہا کہ ہم فتاوی درالمختار کو نہیں مانتے۔ درالمختار لاؤ۔ دیکھا آپ نے ان کی چالاکی۔ خیر اور دو تین کتابیں علمائے حیدرآباد کی پیش کیں۔ یہاں بھی انکار کر دیا۔ کہ ہم علماء حیدرآباد کو مانتے ہی نہیں اور خود ایک کتاب "رکن الدین" نکال کر دیکھو اس میں کمی، زیادتی، اور ترک سے سجدہ سہو لازم آتا ہے۔

میں:۔ مجھ سے نماز عید اضحیٰ میں نہ کمی نہ زیادتی۔ نہ ترک واقع ہوا۔ پھر آپ کس بنا پر سجدہ سہو لازم کرتے ہیں؟

وہابی:۔ آپ سے ترک واقع نہیں ہوا؟

میں:۔ ہرگز نہیں۔

وہابی:۔ آپ نے تکبیرات عید کہاں ادا کیں؟

میں:۔ رکوع میں۔

وہابی (ہنسکر) تو کیا یہ ترک نہیں ہے؟

میں:۔ آپ نے ترک کے کیا معنی سمجھے ہیں؟

وہابی:۔ یہ کہ اپنی جگہ سے چھوٹ جائے

میں:۔ ترک اس کو نہیں کہتے کہ صرف اپنی جگہ سے چھوٹ جائے بلکہ ترک اسکو کہتے ہیں کہ پوری نماز میں چھوٹی ہوئی چیز ادا نہ ہو۔

وہابی:۔ (ہنسکر) نہیں جناب! ترک اس کو کہتے ہیں کہ اپنی جگہ سے کوئی چیز چھوٹ جائے۔ اور دوسری جگہ ادا ہو۔

میں:۔ (دل میں) کاش کوئی جاننے والا یہاں ہوتا تو لطف آتا۔ میں نے شرح وقایہ کھولکر ترک تقدیم وتاخیر ... ... بتائیں۔

وہابی:۔ وہی مرغی کی ایک ٹانگ (نہیں نہیں ترک اسی کو کہتے ہیں کہ جو ہم نے کہا۔

میں (دل میں) سے

سمجھ پر جس کسی کے پڑ گئے پتھر وہ کیا سمجھے

وہابی دوستو! خدا کے لئے اپنے حال پر رحم کھاؤ۔ یہ تمہاری چھوٹی شیخی اور دھوکا بازی کام نہیں آتی۔ کچھ تو پڑھو کہ ترک۔ تقدیم وتاخیر کی تمیز آجائے۔

آخر کار وہابی دوست نے تھوڑی سی بحث کے بعد جان بچانے کی غرض سے کہا کہ ہم تحریری مناظرہ کرینگے میں نے بخوشی منظور کیا۔ مگر تاریخ مناظرہ بھی بہت مجبور کرنے پر وہابی دوست نے دوسرا جمعہ مقرر کیا۔ کیفیت مناظرہ سنئے!

ایک پرچہ نکالا جس میں سوالات گھر سے ہی مرتب کرلائے تھے۔ وہ بھی عام مجلس بغیر مشورہ باپ اور بیٹے مجبیر نہیں کئے جاتے تھے۔ الغرض وہ جوابات بطور استفتاء علمائے دیوبند کے پاس بھیجنا چاہا۔ میں نے کہا علمائے دیوبند اکثر وہابی ہیں۔ میں حنفی ہوں۔ علمائے احناف کے پاس بھیجے جائیں۔ اس وقت بھی یہ چور وہابی اپنے کو وہابی نہ ظاہر کئے۔ آخر وہ پرچے یوں ہی شخص ثالث کے پاس رکھے ہوئے ہیں۔ بعد مجھکو معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ سجدہ سہو عید وجمعہ اور میرے دو سوالات (تقریری مباحثہ کے وقت اثنائے گفتگو میں وہابی دوست نے کہا کہ ہم قرآن وحدیث کے سوائے کسی چیز کو نہیں مانتے۔ اسی وقت میں نے دو سوال قرآن وحدیث سے ثبوت لانے کے لئے پیش کئے تھے) کو بھی قرآن وحدیث سے ثابت کر سکتے ہیں۔ مگر ہم کیا کریں کہ وہ قرآن وحدیث کو مانتے ہی نہیں۔ میں نے یہ سنکر لعنة الله على الكاذبين[1] پڑھا۔ اور اطلاع دی کہ آپ کوئی حدیث ... اور فی آیت ... انعام دیا جائے گا۔ دو چار روز بعد مولوی عبدالرزاق صاحب مدرس نے بھی کہا کہ وہ لوگ آپ ہی کے گھر میں آکر کل تحریری مناظرہ کرنے کیلئے کہتے ہیں۔ میں بخوشی تمام دن انتظار کرتا رہا۔ آخر عصر کے قریب مدرس صاحب موصوف تشریف لائے پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ لوگ تنکا رکو گئے ہوئے ہیں

سبحان اللہ کیا خوب متبع قرآن وحدیث ہیں۔ انہیں یہ بھی نہیں معلوم کہ وعدہ نص قطعی ہے یا کیا سے

وعدہ کیا تو کیا مجھے کب اعتبار ہے

سنتے رہے زبان سے تری عمر بھر نہیں

آخر یہی ہوا کہ بعد چند روز کے بیٹے صاحب بھاگ گئے میں نے بذریعہ خط باپ صاحب کو اطلاع دی۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ آپ لوگوں نے تاریخ مناظرہ ۸ محرم ۱۳۴۳ھ مقرر کیا اور نہ آئے۔ آپ کے صاحبزادہ صاحب کے جانے کی بھی کیفیت معلوم ہوئی ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو واقعات الفقیہ اخبار میں شائع کرا دیئے جاویں گے۔ اس پر وہابی صاحب نے ایک لمبی چوڑی تحریر لکھی جس کے چند فقرے ملاحظہ ناظرین الفقیہ کئے جاتے ہیں۔ عبارت اور املاء پر غور فرمائیں۔

(۱) آپ نے دعوے میں تقریر فرما رہے تھے (۲) مجھ سے کب سوال کئے گئے۔ میں نے کب آپ سے وعدہ کیا آپکے مکان پر آکر مناظرہ کرنے کا کیا۔ یہ صرف جھوٹ ہے۔ (۳) پھر اپنے کو مقلد کہلاتے ہو۔

صاحبزادے نے بھی ایک دور دراز کے مقام پر جاکر خط لکھا۔ اس کے خط سے بھی مشتے نمونہ از خروارے چند فقرے لکھے جاتے ہیں:۔

(۱) جناب جو عام لوگوں کو خلاف احادیث سمجھا رہے ہیں اور ایک بڑا افترا اور بہتان حضرت امام المحدثین امام بخاری پر کی۔ (۲) وما خلق الذکر والانثی کا لفظ قرآن کی اس آیت میں ہونا ثابت کرتے ہیں (۳) قرآن میں کئی ایسے احکامات ہیں جو ایک دوسرے کے خلاف جو بعد میں منسوخ کر دئیے گئے۔

یہ ہے وہابی دوستوں کی تحریر جنکو دعویٰ ہے کہ ہمیں امام کی ضرورت نہیں۔ جنکو تین ہزار حدیث ازبر ہیں۔ (خدا معلوم یہ بھی کہاں تک صحیح ہے) یہ وہ دوست ہیں جنکو دعویٰ ہے کہ قرآن وحدیث کا جاننے والا ہمارا برابر کوئی نہیں۔ خدا ان احمقوں سے پناہ میں رکھے۔

کس نیاید بزیر سایۂ بوم سے
ور ہما از جہاں شود معدوم

(مرسلہ غلام مصطفٰے علی صدیق ساکن حیدرآباد دکن)

---

[1] لعنة الله على الكاذبين [2] راوی نے جو خبر دی تھی اس کو رفع استعمال کیا تھا۔ اس لئے میں غلط سمجھا کہ باپ صاحب بھی اس مناظرہ میں شریک ہیں۔

کابل میں نعمت اللہ خان مرتد کی سنگساری

قادیانی کی جھوٹی پیشین گوئی

اور

مرزائیوں کی گریہ وزاری!

حضرات ناظرین وقارئین کی خدمت میں واضح ہو کہ مرزا قادیانی (غلام احمد) آنجہانی نے اپنی سب سے پہلی الہامی کتاب براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۰ سطر ۱۱ میں ایک الہام شائع کیا تھا۔ وہ یہ ہے :-

اول۔ شاتان تذبحان وکل من علیہا فان

دو بکریاں ذبح کیجائیں گی اور زمین پر کوئی ایسا نہیں جو مرنے سے بچ جائیگا" بلفظہ۔ یہ الہام ۱۸۸۳ء کا ہے۔ اس میں کوئی ذکر نہیں کہ یہ دو بکریاں کس کی ہیں، کون ہیں، کہاں ذبح ہونگی کون ذبح کریگا وغیرہ وغیرہ۔

دوم اس کے بعد جب محمدی بیگم جسکا نکاح مرزا صاحب سے آسمان پر پڑھا گیا تھا۔ اور وہ ۱۸۸۸ء کا الہام اس عالم میں پورا نہ ہوا۔ اور برخلاف اس کے محمدی بیگم کا نکاح آسمانی توڑ کر مرزا سلطان محمد ساکن پٹی کے ساتھ پڑھا گیا تب مرزا جی نے غیظ وغضب میں آکر مرزا سلطان محمد شوہر محمدی بیگم اور اس کے خسر مرزا احمد بیگ کے مرنے کی پیشگوئی کردی کہ اڑھائی سال میں شوہر محمدی بیگم اور تین سال میں اسکا باپ مریگا۔ اور وہ بیوہ ہوکر میرے نکاح میں آویگی۔ مگر افسوس محمدی بیگم کا شوہر فوت نہ ہوا۔ بلکہ وہ اس وقت تک مع اپنی زوجہ محترمہ محصنہ محمدی بیگم کے زندہ وسلامت موجود ہے۔ اور مرزا جی سولہ سال ہوئے اس دنیا سے اپنی جگہ چل بسے اس الہام میں مرزا جی خود اپنے کذب پر ڈبل مُہر لگا گئے۔

سوم۔ اس کے بعد ۱۸۹۶ء کو مرزا جی نے اپنی کتاب انجام آتھم کے ضمیمہ ومیمہ میں اسطرح لکھا۔

"شاتان تذبحان وکل من علیہا فان بلفظہ صفحہ ۵۶ (ترجمہ) دو بکریاں ذبح کیجائینگی پہلی بکری سے مراد مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری ہے اور دوسری بکری سے مراد اسکا داماد (مرزا سلطان محمد) ہے"

(بلفظہ صفحہ ۵۶ سطر ۹)

چہارم۔ پھر اس کے بعد ۱۰ جولائی ۱۹۰۳ء کو جب عبداللطیف خوستی جو حج کرنے کے بہانہ سے اعلیٰ حضرت امیر حبیب اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ شاہ کابل سے اجازت لیکر آیا اور قادیان میں مرزا جی کے پاس جا پہونچا۔ اور وہاں سے کابل مرتد ہوکر واپس کابل میں پہونچگیا۔ جب دریافت کرلینے پر اس کا مرتد ہونا ثابت ہوگیا۔ بموجب شریعت بعلت دیگر قتل اور رجم کیاگیا۔ اس وقت مرزا قادیانی نے فوراً اس الہام کو یطرح پر بدل دیا اور لکھا۔

شاتان تذبحان وکل من علیہا فان

(بلفظہ تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۷۲ سطر ۹)

(ترجمہ) تیری جماعت میں سے دو بکریاں ذبح کیجائینگی اور ہر ایک جو زمین پر ہے۔ آخر فنا ہوگا۔ یعنی بے گناہ اور معصوم ہونے کی حالت میں قتل کیجائیگی یہ خدا تعالیٰ کی کتابوں میں محاورہ ہے کہ بے گناہ اور معصوم کو بکرے یا بکری سے تشبیہ دیجاتی ہے الخ بلفظہ

(صفحہ ۷۲ سطر ۱۰)

پنجم۔ گُل دیگر شگفت۔ اس کے اکیس سال بعد قاضی اکمل گولیکی قادیانی نے ایک نظم اخبار الفضل قادیان مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۲۴ء میں شائع کی ہے جس میں اس نے مرزا جی اپنے پیغمبر کو کاذب ثابت کرتے ہوئے یہ لکھا ہے۔ شاتان تذبحان کا الہام میاں نعمت اللہ خان اور عبداللطیف سے پورا ہوا۔ کہ یہ دو بکریاں ذبح کیگئی ہیں۔ اصل عبارت یہ ہے:-

"شاتان تذبحان الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ــ وحی حق در بارۂ شاتان گفتہ تذبحان

ثانی عبد اللطیف تو گو سفند دیگری

بلفظہ اخبار الفضل مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۲۴ء جلد ۱۲ نمبر ۲۵

صفحہ اول کالم دوم

یعنی جو الہام شاتان تذبحان مرزا جی کا ہے وہ عبداللطیف اور نعمت اللہ خان پر پورا ہوگیا۔ گویا اس ناواقف شخص نے مرزا صاحب کو بھی جھوٹا ثابت کردیا۔

ناظرین با تمکین! ملاحظہ فرمائیے ان تمام تحریری دستاویزات کو کہ مرزا جی نے پہلے سب سے اپنی الہامی کتاب براہین احمدیہ میں صرف سادہ الہام شاتان تذبحان دو بکریاں ذبح کیجائینگی۔ پھر ملاحظہ فرمائیے ضمیمہ انجام آتھم کو اس میں یہ دو بکریاں مرزا احمد بیگ اور مرزا سلطان محمد بنائی گئی تھیں۔ پھر توجہ فرمائیے مرزا جی کی کتاب تذکرۃ الشہادتین کو اس میں وہ دو بکریاں عبدالرحمٰن اور عبداللطیف قرار دیگئی ہیں۔ اور ترجمہ میں یہ تحریف کی کہ تیری جماعت میں سے دو بکریاں ذبح کیجائینگی اس کے علاوہ ایک اور مرزا جی کا قائل اور ناواقف حواری ان تمام باتوں کے خلاف آجکل یہ لکھتا ہے کہ یہ دو بکریاں عبداللطیف اور نعمت اللہ خان ہیں۔ اس سے اور بھی الہام کا ستیاناس ہوگیا۔

حضرات! مرزا جی اپنی کتاب تذکرۃ الشہادتین کے صفحہ ۴۷-۴۸ میں لکھتے ہیں۔ کہ اعلیٰ حضرت امیر عبدالرحمٰن خان والئی افغانستان علیہ الرحمۃ کے عہد میں میاں عبدالرحمٰن کو اس کے گلے میں کپڑا ڈال کر مار دیا گیا تھا جو مولوی عبداللطیف کا شاگرد تھا۔ اس کے دو سال بعد غازی امیر حبیب اللہ خان والئی ملک افغانستان علیہ الرحمۃ کے زمانہ میں عبداللطیف ملا خوست رجم کیا گیا اسی واسطے کتاب تذکرۃ الشہادتین لکھی گئی اس وقت کوئی شور وشغب یا غیظ وغضب نہیں کیا گیا۔ البتہ اعلیٰ حضرت امیر حبیب اللہ خان علیہ الرحمۃ کو بہت بددعائیں دیں اور لکھا کہ ملک کابل تباہ ہوجائیگا۔ دیکھو تذکرۃ الشہادتین کا صفحہ۔ مگر مرزا جی کی دعا (وما دعاء الکفرین الا فی ضلال) ردی خانہ میں ڈالدی گئی۔ اور خدا کے فضل سے سلطنت افغانستان کو اسی روز سے روز بروز ترقی ہوتی گئی۔ حتیٰ کہ خود مختار سلطنت ہوگئی اللّٰھم زد فزد اور خود مرزا جی پانچویں سال اس دنیا سے کوچ کرگئے۔ اور موت بھی ــ بھی آپ کی بہت ذلت اور عذاب کے ساتھ مرض ہیضہ سے لاہور میں بحالت غربت ہوئی۔ اور ہیضہ کی موت کو خود عذاب کی موت کہا کرتے تھے۔ "تاریخ موت بھی "**مرگ قادیانی ہیضہ سے**" ہوئی۔ اب مرزا جی کا استیصال بھی ثابت ہوگیا۔

اب ۳۱ اگست ۱۹۲۴ء کو اسی حکم خداوندی کی تعمیل اعلیٰ حضرت دولت افغانستان غازی امیر امان اللہ خان دام ظلہ العالی وخلد اللہ ملکہ وسلطنتہ نے نعمت اللہ باغی اور مرتد کو رجم کرنے میں کی۔ تو قادیانی خلیفہ محمود نے جو لندن کی سیر کو گئے ہوئے ہیں۔ بیہودہ واویلا کیا۔ لیکن مرزا صاحب خود مرتد کی سزا قرآن شریف سے قتل اور ایسے ایسے ظالم شریروں کا تدارک تلوار سے کرنا تحریر کرکے اپنی اُمت کا مُنہ بند کرچکے ہیں جیسے وہ اپنی الہامی کتاب آئینہ کمالات کے صفحہ ۲۶ سطر ۱۰ میں لکھتے ہیں :-

(الف) پہلے وہ زمانے تھے کہ اسلام کی ظاہری تلوار نے

بہت سی فضول بحثوں سے فراغت کر رکھی تھی۔ اور ظالم اور شریر طبع لوگوں کے لئے ان کا مناسب حال تدارک موجود تھا۔ اور عہد نبوت بھی قریب تھا اور مسلمانوں میں تقویٰ اور طہارت اور سچی ہمدردی اسلام کی موجود تھی۔ اب یہ سب کچھ ندارد والخ بلفظہ۔

(ب) مرزا صاحب آنجہانی نے جب ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی ان کا مرید خاص مخلص ان سے پھر کر مسلمان ہوگیا۔ اور اس نے چند امور مرزا صاحب سے دریافت کئے۔ تو اس کے جواب میں دجو ۲۷ مارچ ۱۹۰۶ء کو لکھا گیا تھا۔ مرزا صاحب نے ڈاکٹر صاحب کو بڑے غیظ و غضب میں لکھا کہ تم مرتد ہوگئے جس کی سزا اللہ تعالیٰ قتل فرماتا ہے۔ اصل عبارت یہ ہے :-

"آپ کے اصول کے موافق لازم آتا ہے کہ دشمن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ناجی ہیں ماسوا اسکے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مرتد کی سزا قتل ہے"

بلفظہ الذکر الحکیم نمبر ۴ صفحہ ۱۹ سطر ۲۔

پس بقول مرزاجی آنجہانی کے اعلیٰ حضرت غازی امیر کابل خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ نے ظاہری حکم شریعت کی تعمیل سے ظالم اور شریر طبع نعمت اللہ خان کا مناسب حال تدارک کرکے فضول بحث وارتداد کا خاتمہ کردیا۔ اور سچی ہمدردی اسلام اور نیز تقویٰ اور طہارت کا ثبوت دیدیا۔ اور مرزاجی کی اپنی تحریر کے مطابق قرآن شریف سے مرتد کی سزا قتل ہے۔ ظاہر و باہر ہوگیا۔ کہ جو سزا نعمت اللہ مرتد کو دیگئی ہے۔ وہ عین قرآن شریف اور حدیث شریف کے ارشاد کے مطابق اور عین موجب ثواب اور نزول باران رحمت کے حساب میں ہے۔

جب مرزا صاحب قادیانی کا الہام نرا کذب اور افترا علی اللہ نکلا

اب رہا مرزاجی کا الہام اور پیشگوئی شاتان تذبحان (دو بکریاں ذبح کی جائینگی) باوجودیکہ سب سے پہلی الہامی کتاب براہین احمدیہ میں جب اس الہام کو لکھا ہے تو کوئی ذکر نہیں کیا کہ یہ بکریاں کون ہیں کس کی ہیں کہاں کی ہیں۔ اس کے تیرہ سال بعد ۱۸۹۶ء میں اپنی کتاب ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۵۶، ۵۷ پر اسی الہام کو مرزا احمد بیگ اور اس کے داماد مرزا سلطان احمد پر لگا دیا کہ یہی دو بکریاں ہیں جو ذبح کی جائیں گی۔ پھر اس کے چھ سال بعد ۱۹۰۳ء میں جب عبدالرحمٰن اور عبداللطیف بعہد امیر عبدالرحمٰن خان و امیر حبیب اللہ خان رحمۃ اللہ علیہما قتل اور رجم کئے گئے تو اس الہام کو ان پر چسپاں کردیا۔ اور الہام کی تحریف کرکے یہ لکھ دیا۔ کہ ہماری جماعت کی دو بکریاں ذبح کیگئی ہیں۔ مگر اب نعمت اللہ تیسرا بکرا یا بکری ذبح کیگئی جس نے اس الہام کو بالکل غلط ثابت کردیا۔ جو کسی الہام میں نہیں آتا۔ علاوہ اس کے اخبار مرزائیہ جماعت لاہوری سے معلوم ہوا کہ کابل میں اور بہت سی بکریاں ذبح ہوچکی ہیں۔ جن کی بابت پیغام صلح قادیانی لاہوری میں اسطرح لکھا ہے :-

"احمدیہ جماعت کو اس افواہ سے بھی بہت صدمہ ہوا ہے کہ افغانستان کے ایک حصہ میں اس جماعت کو نہایت بے دردی کے ساتھ نیست و نابود کیا جارہا ہے۔ اور کہ افغانستان کے جیلوں میں احمدی کسمپرسی کی حالت سے مر رہے ہیں۔ اور کہ احمدیہ جماعت کے گاؤں علاقہ منگل خوست میں جلا دیے گئے ہیں اور وہاں کے باشندوں کو تہ تیغ کردیا گیا ہے۔"

(بلفظہ اخبار پیغام صلح ۱۱ ستمبر ۱۹۲۴ء صفحہ ۳ سطر ۲۷)

پس اس تحریر سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ دو بکریوں کا الہام بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ کیونکہ یہاں کابل میں تو ایک ریوڑ کا ریوڑ ہی قادیانی ذبح ہوگیا۔ جو کسی الہام میں اتنا بڑا واقعہ موجود نہیں۔ یہاں الہام مرزاجی اسطرح ہونا چاہیئے تھا جس میں تاریخ سمت بکرمی بھی برآمد ہوتی :-

جاء السرب فی الکابل تذبحت

۱۸   ۱۹ بکرمی

(کابل میں ایک ریوڑ (گلہ گوسفنداں) ذبح کیا جائیگا)

جس کے اعداد جمل بھی بکرمی سمت کے مطابق ۱۹۸۱ ہوتے ہیں۔

لیجئے! مرزا صاحب کے الہام شاتان تذبحان (دو بکریاں ذبح کیجائینگی) کا بُری طرح پر خوب پورا ہوگیا اور اعلیٰ حضرت شاہ کابل خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ کا عمل شریعت غرّا کے مطابق پورا پورا ہوگیا۔ اور نفاذ و اجرائے حدود شرعیہ کے اجر میں سلطنت کابل اور تمام روئے زمین پر باران رحمت کا نزول ہوکر تمام اہل اسلام کے لئے نہایت سرور اور حبور ہوگیا۔ جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔ دیکھو صحاح ستہ کی کتاب ابن ماجہ کا صفحہ ۱۸۰ سطر ۱۶ (باب اقامۃ الحدود)

اللہ تعالیٰ کا حکم سرزمین کابل میں فقطع دابر القوم الذین ظلموا (انعام) قادیانی کا فر و ظالم قوم کی جڑ کاٹ دیگئی پورا ہوا۔

نکتہ :- اس آیت شریف کے اعداد جمل ۱۴۴۱ ہیں جو مطابق ہیں "عبدالرحمٰن و عبداللطیف و نعمت اللہ و ہمہ قوم نادان قادیانی کابلی از بن بریدہ شدہ کے"

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

بالآخر ہم تمام مسلمانان پنجاب و ہند اعلیٰ حضرت غازی امیر امان اللہ خان والئی کابل خلد اللہ ملکہ و حشمتہ و سلطنتہ کے لئے صدق دل سے دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی سلطنت اور ملک میں روز بروز ترقی اور عمر میں برکت اور تمام اہل اسلام کی نظروں میں عزت و عظمت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

(راقم فقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ سنی حنفی نقشبندی مجددی مقیم لدھیانہ)

الاسلام دین

(نمبر ۲)

اللھم انی اعوذ بک من شر ما خلق ومن شر حاسد اذا حسد۔ اما بعد۔ حضرات ناظرین الفقیہ واقف ہونگے کہ سابق میں احقر کا یہ مضمون کہ اسلام دین ہے۔ اس کو مذہب کہنا لغتاً و اصطلاحاً غلط ہے۔ ۲ جمادی الثانی ۱۳۴۳ھ میں شائع ہوا جس میں مولوی کفایت اللہ صاحب سے مخاطبہ تھا۔ اور بواسطہ خدا و رسول مؤدبانہ التماس تھی کہ اگر احقر کے خیالات غلط ہوں تو مطلع فرمائیں۔ اور یہ مضمون جوامع الاحکام مطبوعہ کچھ عرصہ شریف میں بھی شائع ہوا۔ مگر مولوی صاحب موصوف نے آجتک سکوت سے کام لیا ہے

ہم ہیں مشتاق سخن اور اس میں گویائی نہیں
اسلئے تصویر جاناں ہم نے کھولائی نہیں

حجت الٰہی تو اونپر قائم ہوگئی۔ اگر یہاں جواب نہیں دیتے تو بروز قیامت پیش پروردگار جوابدہ ہوں گے۔ کیا وہ نہیں جانتے من سئل عن علم فکتمہ الجم بلجام من النار

ورسُل کا واسطہ دیا۔ اس کا بھی کچھ لحاظ نہیں ہوا بعض
کے بہی خواہوں نے کچھ عرق ریزی کی۔ ان کی تشفی رسالہ
نام جہانگیر مطبوعہ لاہور ہیں کر دیگئی۔ اس کے علاوہ ۲۔
ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ کے الفقیہ میں ایک مضمون مبتوب و مفصل
بسط کے ساتھ شائع ہوا جس میں اسلام۔ دین۔ ملت۔
شریعت اور مذہب کی تعریف کتب معتبرہ تفاسیر وغیرہ
سے کیگئی۔ جس سے یہ ثابت ہوا کہ اسلام۔ دین۔ ملت۔
شریعت۔ یہ چاروں الفاظ مترادف المعنی ہیں اور ایک کا
دوسرے پر استعمال ہوتا ہے۔ مگر ان چاروں لفظوں کے
تحت میں کسی نے مذہب کو داخل نہیں کیا۔ اور نہ اسکو
کسی لفظ کا مترادف بتایا۔ میرا یہ خیال تھا۔ کہ ہر ایک الفاظ
کی جداگانہ تعریف و معانی ملاحظہ فرمانے کے بعد لوگ
حقیقت کو سمجھ لیں گے۔ مگر افسوس کہ تعصب و عناد اُن
کے لئے سدِ راہ ہوا کہ امر حق سے لوگوں نے چشم پوشی
کر کے احقر پر زبان طعن دراز کی۔ اسجگہ صاحب درمختار
کا قول مجھ یاد آتا ہے ؎

وما انا من کید الحسود بآمن
ولا جاهل یزری ولا یتبلد

عزیزو! قرآن و حدیث میرے گھر کا نہیں ہے۔ میں
ناقل ہوں۔ تمہارے لئے اگر میرا ناقل ہونا باعث منافرت
ہے تو تم براہ راست کتاب و سنت و کتب دینیہ کیطرف
رجوع کر کے اس کی حقیقت و ماہیت کو سمجھو۔ اللہ
یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

احقر کے مضامین کے معارضہ میں بعض گمشدہ
راہ لیگ گمنام ایک مختصر مضمون الفقیہ مجریہ ۲۲ ذی الحجہ
میں شائع کرایا۔ مدیر الفقیہ نے اس کا جواب بھی اسی کے
ساتھ شائع فرما دیا ہے۔ جسکا میں ممنون و مشکور ہوں۔
و نیز پرچہ اہل حدیث ۲۹۔ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ میں بھی کسی
کا مضمون درج ہوا ہے اور وہ بھی گمنام ہے۔ یہ حضرات
حامی دین اور مرد میدان ہیں جو بے نقاب ہونا نہیں
چاہتے۔ اور نام تک ظاہر نہیں فرماتے۔ فلنعم ماقیل

کیا یہ پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہو
صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں ؎

ہم بھی گھونگھٹ ان کا نہیں اٹھاتے اور پردہ فاش
نہیں کرتے۔ ہاں یہ یاد رہے ؎

بہر رنگیکہ خواہی جامہ مے پوش
من اندازِ قدت را می شناسم

خیر وہ پردہ نشین بنکر ہی مہر کریں۔ ہم کو پردہ دری کی حاجت
نہیں۔ ہم تو اس بات کے متمنی تھے کہ اگر مفتی صاحب
موصوف میں قوت گویائی نہیں تو کسی باشد تحقیق سے
کام لیتا اور مدلل بدلائل ہماری غلطی ثابت کرتا۔ مگر
صورت واقعہ یہ ہے کہ جیسے اخفائے اعلام کا محمود
حبہ چونکتا ہے تو بے سمجھو باتیں مثل ہذیان کے بکتا ہے
ان حضرات کو ۶۶۶۶ قرآن پاک کی آیتوں میں سے
کوئی آیت میسر نہ ہوئی اور نہ بے شمار احادیث سے
کوئی تو ہی کیا کہ ضعیف حدیث بھی ملی اور نہ کتب فقہیہ
سے کوئی روایت ہاتھ آئی۔ جسکو ہمارے معارضہ میں
پیش کر سکتے۔ ہاں اگر اب کسی کو دعوی ہو تو فاتوا
بسورۃ من مثلہ الایۃ آئیے مقابلہ میں آیت کو حدیث
کے مقابلہ میں حدیث۔ روایت کے مقابلہ میں روایت
پیش کرو۔ اگر علم کا دعوی ہے تو بسم اللہ ؎

ہمیں میدان ہمیں چوگان ہمیں گو ہی

اس بے چارے اہلحدیث کو شرم نہ آئی۔ کہ مدعی اہلحدیث
ہو کر معارضہ میں کوئی آیت یا حدیث پیش نہ کر سکا
کہ جس سے اس کا دعوی ثابت ہوتا۔ اور آئیں بائیں شائیں
کر کے اہلحدیث کا کالم ناحق سیاہ کیا ذلک مبلغھم من العلم

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا! ؎
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

پس ایسے لوگ گمنامی کی سپر میں پس پردہ رہکر میدان
مناظرہ میں گز ہی کا مرد ہونا چاہتے ہیں۔ کیا انہوں
نے نہیں سنا ہے ؎

قدم رکھنا سنبھل کر کوچۂ زنداں میں اے زاہد
یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں

بعض احباب نے اس مخالفت میں نہایت جد و جہد کیا۔
اور جدت طبع کا زور دکھایا۔ بہت کچھ ایمان قربان کر کے
چند صفحے سیاہ کئے۔ مگر گوہر مقصود ان کے بھی ہاتھ نہ
آیا۔ کہ کوئی آیت یا حدیث یا روایات فقہ و اصول سے
اپنے دعوے کا کچھ ثبوت پیش کر سکتے یا ور نہ لغت و
اصطلاح فقہائے دکھلا سکتے۔ پس یہ تو سب کے
نزدیک مسلم ہے کہ ؎

دعوے بلا دلیل قبولِ خرد نہیں!

ہمارے دعوی کی بنیاد منقولات پر ہے کما لایخفی۔ نہ
معقولات پر۔ جو لوگ مرد میدان تھے ان کو لازم تھا کہ
اپنے اثبات مدعا کو دلائل نقلی کتاب و سنت و دیگر کتب

دینیہ سے پیش کرتے۔ بالفرض والمحال دلائل عقلی مقدوح
و مخدوش ہوں تو مجھکو اس کی پرواہ نہیں! دلائل نقلیہ
کافی و بس ہیں۔ آپ اگر دلائل عقلی سے معارضہ کرتے
ہیں تو دلائل نقلی کے معارضہ میں کیا پیش کیا؟ اور اپنے
دعوے کا کیا ثبوت دیا۔ کیا دینداری اسی کا نام ہے کہ
قرآن و حدیث و اصول دین سے اعراض و روگردانی
کر کے دلائل عقلی سے کام لیا جائے۔ اور ضلوا و اضلوا
کا مصداق بنایا جائے ؎

دین فقہ است و تفسیر و حدیث
ہر کہ خواند غیر ازیں گردد خبیث

باوجود کہ کاوش کیے لوگ دلائل شرعی جواب پیش نہ
کر سکے تو حجت الہی اون پر قائم ہو چکی فماذا بعد
الحق الا الضلال۔ الغرض ہم اپنے دوستوں کو
کتب دینیہ کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ کہ وہ غور کریں
اور سمجھیں۔ احقر نے کوئی نئی بات نہیں کہی ہے۔ جسپر
قیام دین ہے۔ کتاب و سنت ہی پیش کی ہے ؎

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
آنچہ استاد ازل گفت ہماں مے گویم

اتمامِ حجت

ناظرین کرام احقر کے اوس مضمون کو جو ۱۴۔ ذی الحجہ
۱۳۵۴ھ الفقیہ کے نمبر ۵ میں شائع ہو چکا ہے پیش نظر
رکھتے ہوئے مضمون مندرجہ ذیل کو ملاحظہ فرمائیں۔
الفقیہ مذکور میں متعدد آیتیں مع تفسیر اور حدیث جبریل
و روایات فقہیہ وغیرہ ہدیہ ناظرین ہو چکی ہیں۔ مزید براں
یہ ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری
سے بروایت ابو ہریرہ مرفوعاً نقل کیا ہے۔ کہ فرمایا
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انا معاشر الانبیاء دیننا
واحد یعنی اصلہ وھو التوحید وما یتعلق بہ (شرح
فقہ اکبر صفحہ ۱۵۹)

یعنی ہم گروہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام دین ہم
سب کا ایک ہے یعنی اصل دین کی توحید اور جو کچھ اس
کے متعلق ہے وہ ایک ہی ہے۔ و نیز وارد ہے۔
الانبیاء اولاد علات امھاتھم شتی ودینھم
واحد۔ ان اصل دینھم واحد وھو التوحید
وفروع شرائعھم مختلفۃ (سراج المنیر شرح جامع
صغیر صفحہ ۱۹۶/۲) یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مثل

علاتی بھائیوں کے ہیں۔ مائیں ان کی مختلف ہیں۔ اور دین ان سب کا ایک ہی ہے۔ اور وہ توحید ہے اور انکی شریعتوں کے فروعات مختلف ہیں۔ وغیرہ موی ہے۔ ان الدین یسر ای دین الاسلام خ دلیس (سراج المنیر صفحہ ۲) یعنی دین اسلام آسان و الادین ہے۔ اسی طرح وارد ہے۔ ان الدین النصیحۃ (۰۰ صفحہ ۲) ف الغرض حدیثوں میں اسلام کو دین ہی فرمایا ہے اور شارحین نے دین کو اسلام ہی لکھا ہے کسی نے اسلام کو مذہب نہیں لکھا ہے اور نہ حدیثوں میں وارد ہوا ہے۔ حدیثوں کا تتبع کرنے والا طالب اس سے زیادہ معلوم کر سکتا ہے۔

اب فقہائے کرام کے اصول کو ملاحظہ فرمائیں۔ حموی شرح اشباہ والنظائر میں ہے:

المذهب لغة موضع الذهاب وهو الطريق فاصله الطريق ثم نقل منه الى الاحكام الشرعية الاجتهادية التي هي طريق المجتهدين يمرون عليها باقدام عقولهم الراجحة لتحصيل الظن بها واما معناه في العرف هو ما اختص به المجتهد من الاحكام الشرعية الفرعية الاجتهادية المستفادة من ادلة الظنية وهذا يشتمل جميع مذاهب المجتهدين انتهى۔

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ لغت میں مذہب جانے کی جگہ اور راہ کے ہیں۔ پھر یہ منقول ہوا احکام شرعیہ کی طرف جو احکام اجتہادیہ ہیں۔ جو طریقہ ہو مجتہدین کا کہ چلتے ہیں لوگ اس پر دلائل عقلیہ راجحہ سے۔ لیکن اس کے معنے عرف و اصطلاح فقہاء میں مخصوص ہیں مجتہدین کے ساتھ احکام شرعیہ فرعیہ اجتہادیہ میں جو مستفاد ہے ادلہ ظنیہ سے اور یہ شامل ہے جمیع مذاہب مجتہدین کو۔

ف۔ عبارت مذکورہ سے مثل مہر نیمروز کے آشکارا ہے کہ مذہب نام ہے مسائل اجتہادیہ کا۔ مجھے افسوس ہے ان ارباب علم و دانش پر جن کے پیش نظر ایسی صاف و صریح عبارتیں ہیں۔ اور وہ نہیں سمجھتے اور ضد پر اڑے ہوئے ہیں۔ اس عبارت سے لغت و اصطلاح دونوں کا فیصلہ ہو گیا کہ مسائل اجتہادیہ کا نام مذہب ہے۔ وھو المدعی۔

اس سے بھی زیادہ صاف اور صریح عبارت ملاحظہ کیجئے:۔

ان الدين منسوب الى الله تعالى لانه وضع الهي يدعوا اصحاب العقول الى قبول ما هو عند الرسول والملة الى النبي والمذهب الى المجتهد (مجمع الانهر شرح ملتقى الابحر ج ۱ ص ۲)

یعنی دین منسوب ہے اللہ تعالیٰ کی طرف اس لئے کہ اس کا واضع خود پروردگار ہے (الیوم اکملت لکم دینکم الآیۃ) اور ملت منسوب ہے انبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام کیطرف (ملۃ ابیکم ابراھیم وغیرہ من الآیات) اور مذہب منسوب ہے مجتہدین کیطرف کما عرفت الآن فتدبر ایہا الشفیق ولا تکن من الجاہلین۔

ف۔ پس یہی ہمارا مذہب ہے اور اسی کو ہم حق جانتے ہیں۔ خواہ کوئی مانے یا نہ مانے۔ اس کے خلاف کو ہم باعث جہالت و ضلالت جانتے ہیں۔ اسلئے کہ علماء کرام نے اس کی تصریح فرما دی ہے۔ چنانچہ قاری عبد الرحمٰن صاحب پانی پتی مکائد وہابیہ کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ وہابیوں کا اپنے تئیں مانند روافض کے محمدی کہنا اور دین محمدی کو مذہب بھی قرار دینا (کشف الحجاب صفحہ ۲) و ایضاً جب انکا مذہب پوچھئے محمدی بتا دیں۔ یہی قول روافض کا ہے کہ مذہب اور دین کو ایک جانتے ہیں (ص ۸ صفحہ ۹)

ف۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ مذہب اور دین کو ایک جاننا یہ علامت ہے وہابیت کی۔ ایسا ہی فرمایا حضرت مولائی و مرشدی جناب مولوی محمد رضا علی صاحب نے۔ نور اللہ مضجعہ وافاض علینا برکتہ۔ اور یہی میرا مذہب ہے۔ کہ دین کو مذہب کہنا شیعہ وہابیہ ہے ؎

گر نیابد بگوش رغبت کس
بر رسولاں بلاغ باشد و بس

تنبیہ:۔ احقر کے رسالہ تنظیم الاحکام فی رد تعلیم الکلام کے متعلق علماء کرام و فضلاء عظام کی ۳۰۔ ۳۵۔ تقریظیں موصول ہو چکی ہیں (جو عنقریب طبع ہو کر ہدیہ ناظرین ہونگی) کسی بزرگ نے اس کے خلاف ظاہر نہ فرمایا۔ بلکہ حضرت قاضی فضل احمد صاحب مجدد نے اپنے رسالہ خالص حمیت الاسلام میں اور جناب مولانا سید شمس الدین اشرف محدث کچھوچھہ شریف نے اپنی تقریظ میں احقر کی تائید و مخالف کی تردید فرمائی ہے۔ باوجودیکہ بدلائل شرعیہ احقاق حق ہو چکا۔ اگر کوئی ضد و ہٹ پہ اڑا رہے اور قوانین شرعیہ کا لحاظ نہ کرے تو اس کا کیا علاج ہے۔ ؎

تو آنم آنکہ نیازارم اندرون کسے
حسود را چہ کنم کو ز خود برنج درست

بعض حضرات نے معارضہ میں دلائل عقلی پیش فرمائے ہیں تا وقتیکہ اثبات مدعا کے لئے دلائل شرعیہ نہ پیش فرمائیں وہ قابل کلام و خطاب نہیں۔ کیونکہ احقر کے دعوے کی بنیاد مجرد عقلی قیاس پر نہیں ہے بلکہ ادلہ شرعیہ پہ ہے۔ پس مجرد دلیل عقلی پیش کرنا مخالف کے عجز و قصور کی دلیل ہے۔ اور اس کے مصداق ہے ؎

اذا یئس الانسان طال لسانہ
کسنور مغلوب یصول علی الکلب

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا بحق حبیبک سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تسلیماً کثیراً۔ والحمد للہ رب العالمین وانا العبد الضعیف العاصی محمد عبد السمیع الحنفی الہنادسی۔

ایمان القرآن

پر

ایک شبہ اور اُس کا ازالہ

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ معزز ناظرین! مخالفین اسلام کی جانب سے ایمان القرآن پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ اگرچہ وہ نئے نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کے جوابات امام رازی و علامہ ابن قیم کی تصانیف میں موجود ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ اعتراض ان سے پہلے ہی پیدا ہو چکا تھا۔ مگر یہ نکتہ قابل غور ہے کہ متقدمین معتزلہ کے زمانہ میں (جو بغیر عقلی دلیل کے کوئی بات نہیں مانتے تھے) یہ اعتراض پیدا نہیں ہوا تھا جسکی وجہ غالباً یہی تھی کہ وہ لوگ چونکہ ادیبانہ مذاق رکھتے تھے۔ اور فصاحت و بلاغت پر دل و جان سے شیدا تھے اسلئے

ن القرآن کی بلاغت پر اعتراض کرکے اپنی بلادت دنیا
شہرت نہیں کرنا چاہتے تھے۔ خود زمانہ پناہی رسالت
صلعم میں جب کہ اہل عرب اپنی زبان دانی اور فصاحت
اغت کے مقابلہ میں تمام دنیا کو عجم سمجھتے تھے اور
ن حکیم جیسی فصیح و بلیغ کتاب پر بھی اعتراض کئے
یرز رہے لیکن ایمان القرآن پر انہوں نے بھی
ں اعتراض نہیں کیا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ قسمیں قرآن میں کیوں کھائی گئی ہیں
الانکہ قسم کھانی ایکطرح کی کمظرفی ہے چنانچہ خود قرآن
ں ہے۔ لا تطع کل حلاف مبین۔

اور قسم وہ کھایا کرتا ہے جسکی بات پر اعتماد نہ کیا جائے۔
م اگر قسم کھائی جائے تو کسی عظیم الشان چیز کی ہونی
ئیے۔ حالانکہ قرآن حکیم میں جن چیزوں کی قسم کھائی
ئی ہے۔ وہ اکثر حقیر اور ذلیل اشیاء ہیں۔ مثلاً تین
ور زیتون وغیرہ۔

اور قسمیں اکثر ایسے امور پر کھائی گئی ہیں جو نہایت
م بالشان ہیں مثلاً قیامت کا اثبات رسول کی
صدیق وغیرہ اور ظاہر ہے کہ ان کو دلیل سے ثابت
نا چاہیئے نہ قسم سے مزید براں یہ قسمیں فضول بھی ہیں
ونکہ مخالف پر تو قسم کھانا حجت نہیں ہوسکتا۔
یونکہ وہ طالب دلیل ہے۔ اور متبعین کو یقین دلانے
ے لئے محض کہہ دینا کافی ہے۔

حقیقۃ الامر یہ ہے کہ اکثر لوگ قسم کے مضمون
سمجھنے کے باعث مطلب سے دور جا پڑے ہیں۔
وران کے دلوں میں شبہات رفتہ رفتہ نے گھر کر لیا ہے
یکن قسم کے جو معنے ہم بیان کرتے ہیں اس سے
سب اعتراضات ادنیٰ تامل کے ساتھ رفع ہو جاتی
یں۔ وھو ہذا:-

اپنے دنیز عربی زبان کے محاورات میں غور و تامل
رنے سے یہ بات بخوبی معلوم ہوتی ہے کہ قسم ایکطرح
شہادت ہوتی ہے۔ چنانچہ ہم اردو میں روزمرہ کے
اورات میں کہتے ہیں کہ "خدا شاہد ہے" جو قسم کھانے
مرادف ہے۔ اور عربی میں کہا جاتا ہے۔ واللہ
لیٰ ما نقول شہید۔

پس جسطرح ایک شاعر اپنے قصیدے کو اپنے
ال شاعری کے ثبوت میں اور ایک خوشنویس اپنے
ھے ہوئے قطعات کو اپنی خوشنویسی کے ثبوت میں

پیش کرتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کی قسم کھائی ہے جنپر غور کرنے سے انسان خدا کی صنعت و کاریگری کا قائل ہو سکتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ ایمان القرآن کا مطلب صرف اتنا ہی ہے کہ جن چیزوں کی قسم کھائی گئی ہے۔ حق تعالیٰ ان کو غور و تدبر کرنے کے واسطے شہادت میں پیش کرتا ہے۔ تاکہ اس کی مخلوق میں سے ادنیٰ اور اعلےٰ چیز پر غور کرکے ہم اپنے ایمان اور یقین کو درست کرلیں یہیں سے یہ بات بھی ظاہر ہوگئی کہ جس چیز کی قسم کھائی جائے۔ اس کا عظیم اور محبوب ہونا ضروری نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مقسم بہ کا صرف نفس مدعا پر دال ہونا ضروری ہے پس انجیر اور زیتون کی قسموں کا (جو قرآن میں وارد ہوئی ہیں) صرف اسی قدر مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خالقیت کے ایک شعبہ کی طرف انسان کو متوجہ کرتی ہیں۔ چاند سورج زمین۔ آسمان اور گھوڑے وغیرہ کی قسمیں (جو قرآن میں وارد ہوئی ہیں) سب ایسی چیزیں ہیں۔ کہ اگر انسان انپر غور کرے۔ تو حق تعالیٰ کی کمال تدبیر کا یقیناً معترف ہو جائے گا۔

خلاصہ یہ ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ انسان کے سامنے اپنی بعض مخلوقات کو شہادت میں پیش کرکے ان کے اندر غور و تامل کرنے کا حکم دیتا ہے۔ تاکہ انسان ضعیف البنیان اس کی عظمت و جبروت کا معترف ہو کر اپنی قوت ایمانی کو پایۂ تکمیل تک پہونچائے اور اس کے ماسوا کسی باطل معبود کے سامنے اپنی گردن نیاز خم نہ کرے۔ چنانچہ سورۂ عصر میں زمانہ کی قسم کھا کر اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ زمانہ شاہد ہے اس بات پر کہ بیشک انسان ٹوٹے میں ہے۔ جس کو دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ "تاریخ عالم گواہ ہے کہ انسان نقصان میں ہے" یعنے اے انسان اگر تو دنیا کی موجودہ اور گذشتہ تاریخ کا مطالعہ کرے اور اقوام عالم کے تعرج اور تسفل میں غور کرے تو معلوم ہو جائے گا۔ کہ تو خسران میں ہے۔

اور سورہ عادیات میں گھوڑے کو شہادت میں پیش کرکے یہ بتلایا گیا ہے۔ کہ اے ناشکرے انسان! ذرا ان فرمانبردار گھوڑوں میں غور کرو۔ جو اپنے مالک اور آقا کو اپنی پشت پر سوار کرکے میدان جنگ میں لیجاتے ہیں جہاں وہ اپنی آنکھوں سے برچھوں اور تلواروں کی

چمک کو دیکھتے ہیں۔ اور اپنے کانوں سے بندوقوں اور توپوں کی خوفناک آواز کو سنتے ہیں) اور مقابلہ کے وقت خود زخموں سے چور ہو کر اپنے مالک کو پشت سے گرا کر بھاگ نہیں جاتے بلکہ آخر دم تک اس کا ساتھ دیتے ہیں۔ اور دشمنوں کے حملوں سے بچا کر اس کو غالب اور فتحیاب کرتے ہیں۔ لیکن اے انسان تو اشرف المخلوقات ہونے کے باوجود بھی اپنے مالک اور مربی حقیقی کا ناشکر گذار ہے۔ اور اس کی نعمتوں کا کفران کرتا ہے۔ ذرا اس حیوان کی حالت پر غور کرکے عبرت اور نصیحت حاصل کر!

اور سورہ تین میں انجیر۔ زیتون۔ پہاڑوں والے پہاڑ اور بلد امین یعنی مکہ معظمہ کی قسم سے اپنی ان چار زبردست نعمتوں کو انسان کے غور کرنے کے واسطے پیش کیا ہے۔ تاکہ حق تعالیٰ کی ان نعمتوں میں تدبر و تفکر کرکے اپنے آپکو پہچانے اور اپنی قوت ملکی کو قوت بہیمی پر غالب کرے ۔ فقط

(محمد اسمٰعیل سنبھلی نعمانی۔)

فتاوے

سوال نمبر ۱۔ ایک شخص نے سوال کیا ہے کہ جناب سلطان دارین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا رسول اللہ کیوں پکارتے ہو۔ اگر آپکو حیات النبی مانتے ہو تو قرآن شریف یا احادیث صحیحہ سے کیا دلیل رکھتے ہو۔ علاوہ ازیں "یا شیخ عبدالقادر جیلانی" کیوں کہتے ہو اس کی دلیل کیا رکھتے ہو؟ براہ کرم واحقر نوازی کے سوال بالا کے جواب باصواب سے آگہی بخشیں۔

(خاکسار محمد شاہ حسنی حنفی قادری نقشبندی مجددی)

جواب نمبر ۱۔ ہم اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات النبی ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون (بقرہ) اسی طرح سورہ آل عمران میں ہے یہ دونوں آیتیں شہداء کے حق میں ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ شہدا سے انبیاء افضل ہیں اور ہمارے آقائے نامدار حبیب کردگار نبی الانبیاء اور سید الانبیاء ہیں

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اور مومنین کے حق میں کلام الٰہی یوں ہے۔ سواء محیاھم و مماتھم (پ ۲۵) ان کا مرنا جینا برابر ہے۔ اور انبیا مومنین سے افضل ہیں اور ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ ویکون الرسول علیکم شہیداً۔ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی صفحہ ۳۵۵ میں فرماتے ہیں:-

"باشد رسول شما بر شما گواہ زیراکہ او مطلع است بنور نبوت برتبہ متدین بدین خود" الخ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے حال پر مطلع ہیں اور یہ زندوں کا کام ہے۔ اگر آپ کو ہمارے حالات سے آگاہی نہ ہو۔ تو حضور کیسے شہادت ادا فرمائیں گے۔ فافہم ولا تکن من المنکرین۔

احادیث:- ابن ماجہ صفحہ ۱۱۹ میں ہے:-

ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء۔ اسی طرح صفحہ مذکور میں یہ حدیث پاک موجود ہے۔ اور اس کے بعد یہ لفظ مبارک ہیں۔ فنبی اللہ حی یرزق۔ یعنی فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ خدا نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ انبیا علیہم السلام کے اجسام پاک کو کھائے۔ پس نبی اللہ زندہ ہیں۔ ان کو روزی دیجاتی ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے:- الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون۔ یعنی انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

ایک حدیث شریف میں ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مررت بقبر موسیٰ فاذا ھو فیہ قائم یصلی۔ معراج کی رات کو میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے گذرا۔ دیکھا کہ نماز میں کھڑے ہیں۔

الحاصل جب مومنین شہداء انبیاء زندہ ہیں تو ان کو لفظ یا سے پکارنے میں کچھ شرعاً ممانعت نہیں جیسا کہ صلحائے امت کا حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک سے اسوقت تک یہی دستور چلا آیا ہے۔ اور قیامت تک رہیگا۔

سیدی جمال بن عبداللہ بن عمر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا۔ کہ مصیبت کے وقت جو شخص یا رسول اللہ۔ یا علی۔ یا شیخ عبدالقادر کہے۔ کیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہ؟ تو آپ نے جواب دیا کہ اولیاء اللہ سے استغاثہ اور ندا اور توسل امر مشروع اور شئی مرغوب ہے اس کا انکار مکابر یا معاند ہی کریگا۔ اولیاء کرام کی برکات سے محروم ہے وہی کریگا۔ آپ کے فتاویٰ میں ہے:-

سئلت عمن یقول فی حال الشدائد یا رسول اللہ او یا علی او یا شیخ عبدالقادر مثلاً ھل ھو جائز شرعاً ام لا اجبت نعم الاستغاثۃ بالاولیاء وندائھم والتوسل بھم امر مشروع وشیئ مرغوب لا ینکرہ الا مکابر او معاند وقد حرم برکۃ الاولیاء الکرام انتھیٰ۔

عاقل کے لئے یہی مختصر کافی ہے تفصیل کے لئے دیکھو ضرب القنادہ علی راس من ینکر من قول شیئاً للہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی۔ فقط۔

ھذا عندنا واللہ اعلم بالصواب۔

کتبہ ابو رشید محمد عبدالعزیز عفی عنہ خطیب و امام جامع مسجد مزنگ لاہور۔

سوال نمبر ۲۔ ایک شخص باوجود اہل سنت وجماعت ہونیکے جماعت کے ہوتے ہوئے علیحدہ نماز پڑھتا ہے۔ آیا ایسے شخص کی نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ جبکہ امام میں کوئی نقص شرعی بھی ثابت نہ ہو۔

جواب ۲۔ ایسے شخص کی نماز ناقص ہے کیونکہ جماعت سنت مؤکدہ ہے اور بغیر جماعت نماز پڑھنے والے کی سیرت منافقانہ ہے۔ ہدایہ باب الامامت میں ہے۔ الجماعۃ من سنن الھدیٰ لا یتخلف عنھا الا منافق (صفحہ ۱۰۱)

سوال نمبر ۳۔ ایک شخص امور متنازعہ میں اس بات کا قائل ہو کہ ان تنازعہ کے متعلق شرع دین محمدی جو کچھ حکم دیوے منظور کرنیکو تیار ہوں۔ وغیرہ۔ بعد فیصلہ مفتیان با ثبت حدیث صریح انکار کردے کہ میں نہیں مانتا۔ ایسا شخص کون ہے؟ بینوا وتوجروا۔

جواب نمبر ۳۔ ایسا شخص جہنمی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمادیا ہے وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا۔ (ترجمہ) جو رسول اللہ صلعم کا خلاف کرے۔ بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دینگے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔ (کنزالایمان)

سوال نمبر ۴۔ اذان بغیر وضو جائز ہے یا نہیں؟

جواب نمبر ۴۔ اذان با وضو کہنا مستحب ہے اگر کسی نے بے وضو کہدی تو جائز ہے۔ فان اذن علی غیر وضوء جاز (جوہرہ نیرہ صفحہ ۴۳)

سوال نمبر ۵۔ زید نے ۱۴ یا ۸ برس عمر کی ایک لڑکی کا نکاح کیا۔ اور بعد چند روز تین طلاق دیدیا۔ خلوت صحیحہ بھی نہیں ہوئی۔ پھر ابھی فوراً زید یا منکوحہ مطلقہ کے نکاح کرنیکا ارادہ کیا۔ کیا اس طلاق کی عدت ہے یا نہیں؟ اور بدون تحلیل نکاح صحیح ہوگا یا نہیں؟

جواب نمبر ۴۔ اس طلاق کی عدت تین ماہ ہے ہدایہ صفحہ ۴۱۳ میں ہے۔ وان کانت ممن لا تحیض من صغر او کبر فعدتھا ثلثۃ اشھر۔ یعنی جس عورت کو بوجہ صغر سنی یا بڑھیا ہونے کے حیض نہ آئے اسکی عدت تین ماہ ہے۔ بغیر حلالہ کے نکاح نہیں ہوسکیگا لَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ (پ ۲ بقرہ)

سوال نمبر ۵۔ بہاولپور میں ایک مولوی صاحب نے درخواست شکایتی ایک معززہ پر اس مغالطہ سے دستخط کئے کہ دستخط کنندگان نے کہا کہ یہ درخواست فلاں ہندو کے برخلاف ہے۔ مولوی صاحب مذکور نے بلا پڑھے دستخط کردیئے (اس کو وہ بھی جانتے ہیں۔ اور مانتے ہیں) پھر اصلیت کے انکشاف پر مولوی صاحب نے اون سے اول درخواست مطالعہ کے لئے مانگی۔ انہوں نے اثبات کے بعد انکار کیا۔ تب وہ مولوی صاحب اس دستخط سے برئیت اختیار کر کے جو کہ شکایت کیگئی ہے۔ اس سے اعتذار پیش کرنے کے علاوہ علماء سے التماس کرتے ہیں کہ کیا یہ میری برئیت درست ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اون کے چچا صاحب سے بھی یہی قصہ بعینہ پیش آیا۔ جلدی میں انہوں نے بھی دستخط کئے ہیں۔ اب وہ بھی برئیت اختیار کرتے ہیں۔

(مرسلہ غریب غلام قادر حنفی القادری الرضوی۔ از بہاولپور)

جواب نمبر ۵۔ درست ہے۔ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

کتبہ مفتی ابو رشید محمد عبدالعزیز عفی عنہ خطیب و امام جامع مسجد مزنگ لاہور۔

[نیّ]رِ اسلام کی ضیا کاریاں

عقیدتمندانِ درگاہ علیپوری کی سرگرمیاں

کارگذاری گذشتہ پندرہ روزہ سے واضح ہوتا ہے کہ [مخ]تلف اقوام کے حسب ذیل ۲۹ اشخاص ملے جن میں [عی]سائی، ہندو، بٹوال اہواتی اکثری اچھار شامل ہیں [عق]اید باطلہ سے نفرت و توبہ کر کے بخوشی خاطر خود مبلغین [خد]ام الصوفیہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اللہ تعالےٰ [اس]تقامت نصیب کرے۔ آمین۔

نمبر شمار	نام مع ولدیت سکونت	عمر	قوم	اسلامی نام	نام جس کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا
	جگا رام علاقہ جموں	.	آریہ ہندو	عبدالرحمٰن	مولانا مولوی
	منگل سیالکوٹ	.	عیسائی	غلام محمد	امام الاصفیاء صاحب
	منگر ؍	.	چمار	عبداللہ	رائے پوری
	جگتو جموں	سال	بٹوال	عبداللہ	مولوی محمد حنیف صاحب
	مسماۃ کیسر ؍	.	؍	کرم بی بی	؍
	بھگت رام ؍	.	برہمن	فضل دین	؍
	کرامت سیالکوٹ	۵ سال	عیسائی	نور محمد	منشی عبدالعزیز صاحب
	مسماۃ رجماں ؍	۲۸ سال	؍	عائشہ	
	فاطمہ ؍	سال	؍	نور فاطمہ	؍
	نواب ؍	۲۵ سال	؍	نواب دین	؍
	مسماۃ ریشم ؍	۲۰ سال	؍	ریشم بی بی	؍
	منگا ؍	۲۰ سال	بٹوال	عبداللہ	؍
	دت ؍	۳۰ سال	؍	اللہ دتہ	؍
	منگو ؍	۲ سال	؍	غلام رسول	؍
	مسماۃ نکھو ؍	۳۰ سال	؍	رحیم بی بی	؍
	مسماۃ ریشم ؍	۲ سال	؍	ریشم بی بی	؍
	دیوان ؍	۳ سال	؍	محمد شریف	؍
	جیواں ؍	۳ سال	؍	مسماۃ جاناں بی بی	؍
	سندر ؍	۴۵ سال	ہندو	احمد علی	؍
	بھگت رام ؍	۲۵ سال	؍	غلام رسول	؍
	مسماۃ مہراں ؍	۲ سال	ترکھان	حاکم بی بی	؍
	جگن ناتھ ؍	۲۵ سال	برہمن	دین محمد	؍
	مسماۃ برکتی ؍	؍	بٹوال	برکت بی بی	؍
	سوہنا ؍	۵ سال	؍	ابراہیم	؍
	سردار ؍	۲ سال	؍	اسمٰعیل	؍
۲۶	درگا داس علاقہ سیالکوٹ	۲۵ سال	برہمن	محمد دین	منشی عبدالعزیز صاحب
۲۷	میلا رام ؍	۲۵ سال	؍	احمد دین	؍
۲۸	ہردیال فرخ آباد	۵۰ سال	کرنگی	عبداللہ	مولوی حشمت اللہ صاحب
۲۹	مسماۃ کوسیلا ؍	۴۰ سال	؍	زینب	؍

العارض

(محمد حفیظ الدین ناظم خدام الصوفیہ دفتر آگرہ رکاب گنج)

اظہارِ ناراضگی

جمعیۃ المومنین کلکتہ کا یہ جلسہ موجودہ مدیر زمیندار کی اس ناجائز نفاق انگیز و فتنہ تحریر پر جو اس نے ۱۰ ستمبر ۳۲ء کی اشاعت میں بہ تحت عنوان افکار و حوادث "المومن" و قوم مومن کے متعلق شائع کی ہے۔ اظہار نفرت کرتا ہے۔ اور آیت قرآنی ولا تنابزوا بالالقاب الخ کے ماتحت مدیر کی اس حرکت مذبوحی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے مالک اخبار کو توجہ دلاتا ہے کہ وہ جلد از جلد کروڑوں مومنین کے جذبات کو ملحوظ رکھ کر ان کی بڑھتی ہوئی بے چینی کو دور کرے۔"

(عبدالرحیم بی اے۔ ناظم جمعیۃ المومنین۔ کلکتہ)

احناف کرام کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اخبار الفقیہ ترقی اشاعت میں مدد دیکر ثواب دارین حاصل کریں:۔ (مینجر)

شاندار

القصیدۃ الیوسفیہ لقادری القصیدۃ الغوثیہ } شارح نے پہلے قصیدہ غوثیہ ... جس کا ہر ایک شعر کی پوری تشریح کر دی ہے۔ اور شارح نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ یہ قصیدہ حضرت پیران پیر قدس سرہ العزیز کا ہے۔ لکھائی چھپائی نہایت اعلےٰ خوشنما۔ کاغذ نہایت عمدہ۔ قابل دید قیمت ۸؍

فیصلہ علم غیب } اس چھوٹے سے رسالہ میں نہایت حکیمانہ اور منصفانہ فیصلہ مسئلہ علم غیب کا کیا گیا ہے جو قابل ملاحظہ ہے قیمت ۲؍

ضروری مسائل رمضان المبارک } روزے کی فضیلت اور تاکید اور رمضان کی بزرگی میں نہایت عمدہ دلائل دیئے گئے ہیں۔ ۲؍

الکتاب المجید فی وجوب التقلید } اس میں تمام دنیا کے وہابیوں کے اعتراضات کا عقلی اور نقلی دلائل سے جواب دیا گیا ہے قابل دید کتاب ہے۔ قیمت ۸؍

روضۃ الانبیاء یعنی قصص الانبیاء } اس میں تمام انبیاء علیہم السلام یعنی آدم سے تا رسول اللہ صلعم تک اور رسول اللہ صلعم کے بعد تمام جنگوں کا ذکر تفصیل وار معہ حالات امام احمد حنبل تک درج ہیں۔ قیمت ۱۲؍

تذکرۃ الاولیاء اُردو } اس مبارک کتاب میں بڑے بڑے اولیائے کرام کے مفصل سوانح زندگی اور حالات مبارکہ درج ہیں جنکی مفصل کیفیت دیکھنے سے معلوم ہو سکتی ہے قیمت ۲؍

اُردو لغات فیروزی } اس میں تمام اُردو الفاظ کے معنے انگریزی ڈکشنری کی مانند درج ہیں۔ نہایت عام فہم اور آسان ہے۔ حجم ۵۰۰ صفحات قیمت ۲؍

عربی لغات فیروزی مکمل } جس میں عربی الفاظ کے معنے اُردو زبان میں درج ہیں اور اُردو کے عربی زبان میں لکھے ہوئے ہیں۔ اور الفاظ عربی کی ترتیب بالکل (جلد اول) انگریزی ڈکشنری ... والے کو پوری ... سکے قیمت

لقرا ... } ... کے معنے نہایت تحقیق ... خریداً نہ بترتیب ... بیان ہو گئے ہیں بشروع میں صرف ونحو عربی کی مختصر مگر اصول وقواعد بھی درج کئے گئے ہیں اُردو خوان اصحاب بغیر مدد استاد کے عربی زبان سے واقفیت حاصل کر سکتے ہیں قیمت عاؔر

گلدستہ مناقب غوثیہ معہ شجرہ شریف } یہ رسالہ پنجابی زبان میں نہایت اعلےٰ لکھائی چھپائی کے ساتھ شائع کیا گیا ہے قیمت ۴؍

مسائل الزکوٰۃ } مسئلہ زکوٰۃ کی تحقیق نہایت شرح وبسط سے اس کتاب میں درج ہے۔ قیمت ۴؍

اسماء الحسنیٰ } اس میں باریتعالیٰ کے ننانوے ناموں کے خواص وبرکات کی تفصیل بسم اللہ شریف اور دیگر اوراد وظائف کے علاوہ تعویذات نادرہ درج ہیں۔ نہایت قیمتی نسخہ ہے باینہمہ قیمت ۴؍

تحقیق گوشت خوری معہ مسئلہ قربانی گائے } اس میں آریہ ودیگر منکرین کے اعتراضات کا جواب قرآن وحدیث وادلہ عقلیہ سے نہایت مفید قوم تحریر کیا گیا ہے ناظرین غور سے پڑھیں۔ ۴؍

ترغیب الحج والزیارت لحصول الاجر والافادۃ } معہ تاریخ مدینہ منورہ مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت ۵؍

نظام خیر الانام لحفظ الخلافۃ والاسلام } اس کتاب میں تمام ان قوانین اسلام کا ذکر دلچسپ پیرایہ میں کیا گیا ہے جن پر عمل کرکے اہل اسلام اپنے مذہب وملت اور خلافت کو اغیار کی دستبرد سے بچا سکتے ہیں اور دنیا بھر کے مسلمان ایک عالمگیر نظام کے ماتحت جمع ہو کر دنیوی ترقی کر سکتے ہیں۔ قابل دید قیمت ۸؍

رسالہ بیعت } اس رسالہ میں بدلائل شرعیہ ثابت کیا گیا ہے کہ بیعت مروجہ ایک مستحسن طریقہ ہے مخالفین کے دندان شکن جواب دیئے ہیں ۲؍

فیض ربانی درشرح دعاء سریانی } پنجابی نظم میں نہایت عمدہ شرح کی ہے۔ ۳؍

سوانح حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی } مترجمہ مولانا مولوی محمد فضل خان صاحب چکالیا لاوالپنڈی ۳؍

مجموعہ احادیث والقرآن فی حقوق النسوان } عورتوں کے حق میں منتیں ... اس کے گذران کرنے کے بیان میں ۴؍

فتاویٰ } مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی ابن حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ نے چند اشخاص کے سوالوں کے جواب دیئے ہیں ۳؍

نیر عروض } اس رسالہ میں اُردو شاعری کے قوانین مفصل طور پر درج ہیں۔ شائقین کے لئے مفید ۳؍

بہشتی جوہر } اس رسالہ میں عورتوں کیلئے تحصیل علم وہنر اور نظام خانہ داری اور اطاعت شوہر اور نماز کے پڑھنے اور گناہوں سے بچنے وغیرہ کی تاکید اور ترغیب کو ہی عورتوں کو چاہیے کہ اس کے موافق عمل کریں اور اس کے مرتب کرنیوالے کو دعا خیر سے یاد کریں۔ قیمت ۳؍

المشتہر :- مینیجر اخبار "الفقیہ" امرتسر (پنجاب)